نگاہِ اولین

تعصّبات کا عروج قومی وقار کا زوال ہے

مدیر التحریر

''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' روزِ اول سے اپنے مقصد آزادی سے بیگانگی اور بیوفائی کی راہ پر گامزن رہا اور اساسِ آزادی ''دو قومی نظریے'' پر خطِ تنسیخ پھیر کر رب العالمین سے کیے ہوئے اجتماعی عہد و پیمان

''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا اِلٰہَ اِلا اللّٰہُ ''

میں عہد شکنی کی منافقانہ روش پر چلنا شروع کیا۔ ان قومی و سرکاری گناہوں کی پاداش میں اللہ رب العزت کا قانونِ قدرت حرکت میں آیا: ﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا﴾ [طٰہٰ ۱۲٤]

''اور جو کوئی میری نصیحت سے منہ پھیر لے' تو یقیناً اس کے لیے (دنیا میں) معاشی تنگی کی سزا ہے۔''

تقسیم ملک پر انگریزوں اور ہندوؤں کی ملی بھگت سے ہمارے حصے میں بڑی ناانصافیاں آئیں۔ پھر ''اسلامی حکومت'' کی آس لے کر ہجرت کرنے والوں کا بوجھ پڑا...... اِدھر بیچاروں کی پاک امیدیں خاک میں مل گئیں۔ پھر مسائل کی جڑ ''کرپشن'' کا سلسلہ اللہ جانے کس قدر طویل، مضبوط اور مستحکم ہے...... متعدد حکومتوں نے ''احتساب احتساب'' کا شور مچایا، لیکن خاطر خواہ نتائج نہ نکلے۔ مخالفین اسے ''سیاسی مخالفت کا معاشی انتقام'' قرار دیتے رہے۔ بیچارے عوام کالانعام کو پچھلی دورِ حکومت میں پتہ چلا کہ اسمبلی کے ''بنائے ہوئے'' آئین میں صدر کو 'استثناء' کے نام پر کرپشن تک کا لامحدود اختیار حاصل ہے!!

غرض وطن کی دولت اس قدر لوٹی گئی کہ امریکہ جیسے منافقوں کے آگے کشکول پھیلانے پر مجبور ہوا...... اپنے دینی، معاشی اور سماجی دشمنوں کو دوست تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ یہی ''دوست'' ہر آڑے وقت میں پاکستان کی پیٹھ میں خنجر گھونپتے چلے آرہے ہیں۔ 1971ء میں ''امریکی بیڑے'' نے ملک کا بیڑا غرق کر دیا۔ یہی ''دوست'' صرف اپنے مفادات کو تحفظ دینے والی شرائط پر 'امداد' دیتے ہیں۔ یہ امداد کیا ہے؟ پاکستان کے مفادات کی قیمت پر ایسا مہنگا سودا، جس کے سود کی ادائیگی بجٹ کا سب سے بڑا مصرف ہے!!

تنگدستی کا دوسرا سبب بھارت کا ایٹمی پروگرام تھا۔ جس پر ہماری حکومتوں کو بھی یہ اقدام کرنا پڑا۔

ایٹمی طاقت کے انٹرنیشنل ڈاکوؤں نے ہمیں سرکاری سطح پر نہ سہی، انفرادی سطح پر بے تحاشا لوٹا۔ ایٹمی مواد اور پرزے مہنگا خرید کر خفیہ راستوں سے لانا پڑا۔ انڈیا نے پہل کر کے موقع دیا تو دھماکے ہوئے۔ ''دوست'' امریکہ و یورپ نے معاشی پابندیوں سے حکومت کو مفلوج کر دیا۔ آج یہی ممالک شور مچا رہے ہیں کہ: ''پاکستان کا ایٹمی پروگرام غیر محفوظ ہاتھوں میں ہے۔'' سوال یہ ہے کہ امریکہ کا ایٹمی پروگرام محفوظ ہاتھوں میں ہے' تو ان کے ایٹمی مواد اور پرزے ''بلیک مارکیٹ'' میں فروخت کیوں ہوتے ہیں؟

انہی ''دوستوں'' نے بعض برادر مسلم ممالک کو سبز باغ دکھا کر ہمیں دنیا بھر میں رسوا کرنے پر آمادہ کرا لیا...... ہمارے قومی ہیرو کو جیل کی ہوا کھانی پڑی۔ اسی ''دوست'' نے ہمیں بھارت سے دوستی کا حکم دیا۔ اسی نے ہمارے دشمن کو چودہ ایٹمی پلانٹ خود بنا کر دیے...... غرض دنیا میں جدھر دیکھیں، یہ 'امداد' دینے والے ''دوست'' پاکستان کی قومی سلامتی اور ملکی مفادات کو گزند پہنچانے میں کسی بھی دشمن سے کم نہیں۔

اعصاب کو تھکانے والے ان حوصلہ شکن حالات میں اسلامیانِ عالم کا روحانی مرکز ''سعودی عرب'' ہی انسانی ہمدردی اور اسلامی اخوت کے ساتھ پیش پیش اور پاکستان اس کا مشکور و ممنون رہا ہے۔

دوست نما دشمنوں کے ہاتھوں زخم خوردہ پاکستان کو ڈیڑھ بلین ڈالر کی امداد دی، تو اچانک احسان شناسی کے پاکیزہ جذبات کی جگہ سیاسی اور مذہبی فرقہ وارانہ تعصبات کا طوفانِ بدتمیزی امڈ آیا۔ پیپلز پارٹی اس کو ''مسلم لیگ'' کی امداد سمجھتی ہے، فرقہ پرور اس کو فرقہ وارانہ تعصب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ منفی سوچ ملکی سالمیت کے لیے ہلاکت خیز ہے۔ اسی پروپیگنڈے نے ہمارے سیاسی و مذہبی قائدین اور صحافیوں کی عصبیت کو اس حد تک نمایاں کر دیا ہے' جو ہمارے قومی وقار کو ملیامیٹ کرنے اور قومی وجود کو ہلاکت کے گڑھے میں گرانے کا پیش خیمہ ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ پاکستانی حکومت اور عوام نے اس قدر بے وفائی کا مظاہرہ کبھی نہیں کیا۔

1947ء : سعودی عرب نے سب سے پہلے ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کو باقاعدہ تسلیم کیا۔

1971ء : شکست کا عالمی ریکارڈ قائم کر کے پاکستان کے دولخت ہونے پر سعودی فرمانروا شاہ فیصل خوب روئے، اور بنگلہ دیش کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا۔

1973ء : ملک کے مختلف علاقوں میں سیلاب آیا تو سعودی عرب نے دل کھول کر امداد کی۔

1975ء : سوات کے تباہ کن زلزلے میں متأثرین کے لیے بھرپور امداد بھیج دی۔

1977ء : شاہ فیصلؒ کی خواہش کے مطابق شاہ خالدؒ نے اسلام آباد میں "فیصل مسجد" قائم کی۔

"انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد" کے قیام میں بھی سعودی عرب کا بنیادی کردار ہے۔

1998ء : کامیاب ایٹمی دھماکوں پر سعودی عرب میں باقاعدہ جشن منایا گیا۔حتیٰ کہ امریکہ اور یورپی ممالک نے اسے "اسلامی بم" قرار دیا۔امریکہ ویورپ نے معاشی پابندی لگائی تو سعودیہ نے **2,000,000,000** ڈالرز اور مفت تیل عطا کرکے ملک کو دیوالیہ ہونے سے بچالیا۔

2005ء : آزاد کشمیر، شمالی علاقہ جات اور سرحدی علاقوں میں تباہ کن زلزلہ آیا تو سعودی عرب نے تمام اقوام عالم میں سب سے بڑھ کر امداد پیش کی۔

2009ء : زیارت بلوچستان میں زلزلہ آیا تو سعودی عرب نے پھر خوب امداد دی۔

2010-2012ء : دریائے سندھ میں سیلاب اور طوفانی بارشوں سے بے تحاشا نقصان ہوا، تو سعودی عرب نے مثالی اور تاریخی امداد فراہم کی۔

2014ء : تھرپارکر میں سعودی سفیر نے کروڑوں روپے کی خوراک تقسیم کرنا شروع کردی۔

ان کے علاوہ بھی ہر آڑے وقت میں برادر اسلامی ملک "سعودی عرب" نے ہمیشہ گرانقدر، پرخلوص اور غیر مشروط امداد کے ذریعے اپنے پاکستانی بھائیوں کا دل جیت لیا۔ان تمام مواقع پر ہماری قوم، حکومت اور میڈیا سب نے باقاعدہ اپنے خلوص، وفاداری، شکرگزاری اور احسان شناسی کا مظاہرہ کیا۔ پاکستان نے اسی پاک جذبے کے اظہار کے لیے "لائلپور" کا نام بدل کر "فیصل آباد" رکھا ہے۔

اچانک ہماری میڈیا اور سیاسی و مذہبی قیادت پر کون سا بھوت سوار ہوا کہ تمام احسانات کو طاق نسیان میں رکھ کر ایک چھوٹی سی "زیادتی" پر صبر کا اظہار نہ کرسکے؟! یہ زیادتی کوئی "گرم تعاقب" یا "مسلح کارروائی" نہیں......فقط **1,500,000,000** ڈالر کی بلاسود، غیر مشروط اور ہمدردانہ امداد ہے!!

سوال یہ ہے کہ سعودی عرب کی برادرانہ امداد تو کجا، خود غرض دشمنوں کے مشروط قرضوں پر بھی "خراج تحسین" اور اعماقِ قلوب سے "شکریہ" ادا کرنے والی احسان شناس قوم کے چند لیڈروں اور صحافیوں میں ایک دم یہ بے وفائی اور احسان فراموشی کا بھونچال کیسے آیا؟!

جواب ڈھونڈنے کے لیے ایک مسلم پڑوسی ملک کے ماضی اور حال پر نظر ڈالیں، جو کسی تعلیم یافتہ پر مخفی نہیں ہے۔لگتا ہے کہ امریکہ کے کسی پرانے حلیف کے ساتھ کچھ سرد مہری کے بعد اب پھر گاڑھی چھننے لگی ہے، جس کا مختلف مواقع پر پاکستان کے ساتھ سلوک بھی محتاجِ وضاحت نہیں۔"عیاں را چہ بیاں!"

عالمی تناظر میں دیکھا جائے تو شام میں 10% نصیری فرقے کا نمائندہ ظالم حکمران بشار الاسد ایک مسلم ملک کے علاوہ اسرائیل، چین اور روس کی کھلی حمایت اور امریکہ کی منافقانہ پالیسی سے شہ پاکر 85% مسلمان آبادی کا بے تحاشا قتل عام کر رہا ہے۔

اس بھونچال کی حقیقت یہی ہے کہ پاکستان مین ایک چھوٹے سے ٹولے نے ظلم کی حمایت کا ٹھیکہ لے کر میڈیا کے بعض چینلوں کو یرغمال بنا رکھا ہے، جو چن چن کر تھڑدلے لیڈروں کو فوکس کر رہے ہیں۔

ان لیڈروں میں غیرت، شجاعت اور قناعت ہوتی تو اسلام دشمن ممالک کے مشروط بھاری سودی قرضوں پر واویلا کرتے۔مگر یہ امریکہ، ورلڈ بینک اور I . M . F کے مقرر کردہ شرائط کے مطابق قومی مفادات کو گزند پہنچانے والے ایجنڈوں پر اطاعت شعار اولاد کی طرح "اف" تک نہیں کرتے!!

پچھلی حکومتیں امریکہ نوازی میں حد سے گزرتی ہوئی اُسی کے باطنی حامیوں کی طرف شدید میلان رکھتی تھیں۔موجودہ حکومت نے خارجہ پالیسی کو مساویانہ رخ دے کر ملکی وقار بلند کرنا چاہا، تو سیاسی مخالفین کو اس کے توڑ میں ناشکری کے اظہار کی سوجھی...... جو لیڈر وطن عزیز کو بار بار ڈسنے والوں کے مشروط قرضوں پر چپ سادھ لیتے ہیں، وہی آج "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" کے مصداق سعودیہ کی طرف سے پاکستان کے معاملات میں مداخلت کا خدشہ ظاہر کر رہے ہیں! گویا پاکستان نے آج تک کسی سے قرضہ نہ لیا ہو، کسی سے امداد نہ مانگی ہو...... اور اب سعودی عرب ڈیڑھ ارب ڈالر میں ہمارے مفادات کا سودا کرنے لگا ہو!!

حکومت پاکستان اعلان کر چکی ہے کہ یہ امداد غیر مشروط ہے۔فرض کریں کہ یہ امداد شامی جمہوریت نوازوں کے ساتھ مسلح تعاون سے ہی مشروط ہے، تو کیا یہ شرط جمہوری ملک پاکستان کے لیے قابل قبول نہیں ہوسکتی؟! کیا کسی برادر اسلامی ملک کی مظلوم اکثریت کی حمایت کرنا اتنا سنگین جرم ہے؟!

کون نہیں جانتا کہ ہم نظریاتی دشمنوں کے مشروط قرضے ہڑپ کرنے کی خاطر نظریاتی اور دفاعی میدان میں کتنے سنگین نقصانات اٹھا چکے ہیں؟! ان ہی کے دباؤ میں انڈیا کو ہمارے دریاؤں پر 62 ڈیم

بنانے نہیں دیا ہے؟! کیا ہماری حکومتوں نے ڈرون حملوں کے عوض پانچ ارب ڈالر وصول نہیں کیے؟! اسی کے نتیجے میں دہشت گردی نے ترقی پا کر اربوں ڈالر اور ہزاروں قیمتی جانوں کا نقصان نہیں کیا؟!

اگر ہم باعزت جینے کے عزم سے عیاشیوں اور کرپشن کو ترک کرتے۔ حکم نبوی کے مطابق ''برلب دریا بھی وضو میں پانی کا اسراف نہ کرتے۔'' تو ہر بیرونی امداد کو (خواہ سودی قرضے ہوں، یا بلا سود امداد) شانِ استغناء کے ساتھ مسترد کرنے کا شرف حاصل ہوتا۔ ہم بالکل ''خودمختار'' ہوتے۔ کوئی بیرونی ہاتھ ہمارے داخلی وخارجی معاملات میں حکم نہ چلا سکتا۔ نہ کوئی ''دوست'' ہمارے سرحدی حدود پامال کرسکتا!!

جب ہم اپنے ظالمانہ نظام حکومت کے پھندے سے باہر نکل نہ سکے اور ''اسلامی نظام'' ہمارے قائدین کو راس نہ آیا، تو کرپشن اور اخراجات کے لیے قرضوں پر اعتماد کرنا پڑتا ہے۔ حکومت کو طوعاً وکرہاً سودخور قرض خواہوں کے ایجنڈوں کی تکمیل کرنی پڑتی ہے۔ قوم ساہوکاروں کے اسلام دشمن اور امن دشمن ایجنڈوں پر ''لبیک'' کہتے ہوئے کس قدر نقصانات اٹھا چکی ہے۔ اور آئندہ بھی ''آ بیل مجھے مار'' کہنے پر تلی ہوئی ہے۔ ﴿وَإِنْ يَأْتِهِمْ عَرَضٌ مِثْلُهُ يَأْخُذُوهُ﴾ [الأعراف ١٦٩]

آج ہمارے چند مادہ پرست لیڈر اور صحافی سعودی عرب کی پچھلی تمام پرخلوص امداد اور حمایتیں بھول چکے ہیں۔ بنیا ان کا یار ہے، انہیں صرف بنیوں کی ''امداد'' یاد ہے۔ انہیں تجربہ ہے کہ جب بنیا کسی بھی نام سے قرضہ دیتا ہے، تو اپنے مفادات کے تحت ٹھوس شرائط کی فہرست ضرور ساتھ دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: '' تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيفَةِ وَالْخَمِيصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ'' [صحيح البخاري كتاب الجهاد ح: ٢٧٣٠] ''ناکام ونامراد ہو دینار، درہم، جھوردار اور سادہ چادر کا بندہ! اگر اسے یہ چیز دی جائے تو خوش ہوتا ہے، اگر یہی نہ ملے تو ناراض۔'' کیا ان مادہ پرست لیڈروں کی سوچ نبی کریم ﷺ کی بددعا سے سطحیت کی آخری حد میں نہیں؟!

اگر سعودی عرب گرانقدر امداد دے کر حکومت پاکستان سے اپنے کسی نیک مقصد میں تعاون کا امیدوار ہے، تو کیا حرج ہے! یقیناً سعودی عرب کا کوئی بھی مفاد ہمارے قومی مفادات سے متصادم نہیں؛ کیونکہ یہ ملک تمام بین الاقوامی معاملات میں پاکستان کا حامی ہے، اور تمام قومی معاملات میں مخلص دوست۔

❀❀❀❀